انجینئیر ابو انیس فاروقی

نبوت و رسالت

نبی اور رسول میں خود ساختہ فرق

اور دیگر موضوعہ اصناف

زیرِ نظر تحریر میں محترم مقالہ نگار نے نہایت اہم موضوع پر علمی حوالے سے منفرد تحقیق پیش کی ہے۔ اور نبی و رسول میں فرق کے مروجہ مفہوم سے اختلاف کیا ہے۔ اہل علم اس موضوع پر اظہارِ خیال کرنا چاہیں تو نقیب کے صفحات حاضر ہیں۔ (مدیر)

نبوت اور نبی کی لغوی و قرآنی وضاحت کے بعد نبوت و رسالت کے خود ساختہ فرق پر بھی اظہار خیال ضروری ہے اس لیے کہ اسلام کے لبادہ میں چھپے مدعی نبوت کے اصحاب و اخلاف کے یہاں نبی و رسول کی دو مختلف حیثیتیں بیان کی جاتی ہیں مزعومہ فرق کے ذریعے ایک سادہ لوح عام مسلمان کو امینِ وحدت اور نقیب اتحاد ایسے اساسی نظریے یعنی ختمِ نبوت سے برگشتہ کرنے کی مساعی کی جاتی ہیں آگے بڑھنے سے پہلے ضروری ہے کہ رسول کا مفہوم بھی مختصر واضح ہو جائے تاکہ بات سمجھنے میں مزید مدد مل سکے قرآن مجید میں نبی کے ساتھ ساتھ رسول کا لفظ بھی کثرت سے استعمال ہوا ہے یہ کلمہ سہ حرفی مادے ر س ل سے بنا ہے اور اسی مادے سے اور بھی بہت سے افعال و اسماء معرض

رسول لغوی وضاحت

وجود میں آئے ہیں مثلاً.....رِسل.... علی رسلک..... یعنی نرمی..... تحمل.....سکون اور اطمینان کے ساتھ چلنا.....انگریزی زبان میں اس کے لیے اگر مناسب لفظ ہے تو وہ "Gently" ہے۔ لغات کی کتب میں تفہیم کی غرض سے کئی مثالیں بھی دی گئی ہیں ابل مراسیل سبک رفتار اونٹوں کو کہا جاتا ہے اس قسم کے اشتقاقات (Derivatives) کو پیش نظر رکھا جائے تو کلام عرب میں رسول روانہ ہونے اور چل پڑنے والے کیلئے استعمال ہوا ہے مگر جب یہی کلمہ ال کے ساتھ معرّف ہو گا تو اصطلاح خاص کی شکل اختیار کر جائے گا **الرسول** یعنی ایسا شخص جو اللہ کی طرف سے انسانوں کیلئے مبعوث ہو اور وہ اپنے مفوضہ مشن پر اطمینان و سکون کے ساتھ رواں دواں رہے۔ سہ حرفی مادے کی جملہ اساسی خصوصیات شامل کی جائیں تو بھیجنے والے کی طرف سے.... مسلسل..... دھیرے دھیرے..... اور..... انتہائی نرم خوئی کے ساتھ انسانوں تک پیغام پہنچانے والا رسول کہلایا....... یعنی قولواللناس حسنا کی کامل عملی تفسیر ہوا۔ جو کچھ انسانوں کی منفعت وفلاح کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے رسول کچھ بھی کم کئے بغیر پہنچا دیتا ہے۔

نبوت و رسالت ایک ہی ھستی کے دو مناصب

نبی و رسول میں اگرچہ لفظی ساخت اور لغوی مفہوم کے اعتبار سے فرق ہے لیکن دونوں اصطلاحات اپنی معنویت و مقصدیت کے لحاظ سے ایک دوسرے کے ساتھ مربوط و متعلق ہیں نبوت و رسالت دونوں ایک ہی ہستی کے دو مناصب ہیں۔ نبی (مقام بلند پر فائز انسان) کو جو وحی ملتی ہے وہ اسے بتمام

وکمال امت کے افراد تک پہنچا دیتا ہے...... پہنچا دینے کا یہ عمل بھی رسالت کہلاتا ہے گویا دونوں جہتیں لازم ملزوم ہونے کے باوصف ایک انسانِ کامل کے ساتھ وابستہ ہیں نبوت، رسالت کے بغیر پوری نہیں ہو سکتی اور رسالت کا مقصد نبوت کے بغیر پورا نہیں ہو سکتا اسی لئے نبی ہی کو رسول کہا گیا ہے۔ ڈاکٹر روحی بعلبکی نے رسول..... " رسیل.... مرسال..... رسالہ..... نبی..... مبعوث..... کو مترادف قرار دیا ہے۔(المورد کالم نمبر ا صفحہ ۵۸۵)

پیغام وحی و نبوت پہنچانے کے لئے رسول کو ارشاد ہوتا ہے **یا ایھا الرسول بلغ ماانزل الیک من ربک** اے رسول (علیہ الصلوۃ والسلام) جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل ہوا اسے پہنچا دیجئے.......
فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ پھر اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے فریضہ رسالت پورا نہ کیا (المائدہ ۶۷)۔ آئندہ وضاحت ہوگی کہ یہ فریضہ ایک رسول محض ابلاغ کی حد تک پورا کرتا ہے یا اسے عملی طور پر بھی متشکل کرتا ہے۔

اکثر علماء کے ساتھ بھی گفتگو کے دوران اس قسم کا وضعی فرق سننے میں آتا ہے کہ رسول تو صاحب شریعت و کتاب ہوتا ہے جب کہ نبی کی حیثیت دوسرے رسول پر نازل شدہ شریعت و کتاب کے مبلغ و پرچار کی ہوتی ہے اس قسم کی مباحث سے یہ حضرات لاشعوری طور پر ملی وحدت اور قومی اتحاد کے ضامن اساسی نظریے (ختم نبوت) کو مسخ کر رہے ہوتے ہیں...... نبوت و رسالت سے متعلق عجمی مفسروں کی غلط تعبیر کی بدولت غالباً انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کا مقالہ نگار بھی اپنے اوسان خطا کر بیٹھا اور وہ بھی اس موضوعہ فرق کی تائید میں یوں رقمطراز ہوا:

یورپی مستشرق کی غلط فہمی

The Koran distinguishes two kinds of Prophets: the *nabiyun*, of whom there were many, and the apostles, of whom, besides Mohammad there were eight Only (including the biblical Noah, Lot, Ishmael, Moses and Jesus). Page638

قرآن پیغمبروں (prophets) کی دو اقسام میں فرق کرتا ہے۔ نبیوں، جن کی تعداد بہت زیادہ تھی اور "رسل" جن کی تعداد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سمیت صرف آٹھ تھی (جن میں بائیبل کے بیان کردہ نوح، لوط، اسماعیل، موسیٰ و عیسیٰ شامل ہیں) نبی اور رسول کے درمیان فرق کو یوں نمایاں کرتا ہے۔:

"The apsostle (rasul) is not merely an inspired speaker but a law giver who brings a heavenly book." Page 638

رسول نہ صرف ملہم مبلغ ہوتا ہے بلکہ قانون دہندہ (صاحب شریعت) ہوتا ہے جو (اپنے ساتھ) آسمانی کتاب (بھی) لاتا ہے۔

قرآن اور نبوت ورسالت

ویسے تو قرآن مجید کی کئی آیات بینات سے اس قسم کے خود ساختہ فرق کا بطلان ہوتا ہے لیکن طوالت سے بچنے کے لئے چند ایک مقامات بطور حوالہ پیش ہیں اس مقالہ کے آغاز میں ایک آیتہ کریمہ لکھی تھی فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ (البقرہ:۲۱۲)

(ایک دور تھا) انسان امت واحدہ تھے (جب وحدت کی مالا ٹوٹ کر بکھری) تو اللہ نے نبیون کو بطور مبشر و منذر مبعوث کیا اور ان (میں سے ہر ایک) پر حق پر مبنی الکتاب نازل کی تاکہ ان (لوگوں) کے درمیان (پیدا ہونے والے) اختلافات کے بارے میں وہ فیصل و حکم کا کردار ادا کرے........ .

اسی قسم کے مضمون پر مشتمل دوسری آیہ کریمہ ملاحظہ ہو جہاں خلاقِ عالم نے "رسل" کا لفظ استعمال فرمایا:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ (الحدید: 25)

ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل دے کر بھیجا اور ان (میں سے ہر ایک) پر الکتاب والمیزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔

پہلی محولہ آیتہ کریمہ میں النبیین (جو حالت نصبی میں نبی کی جمع ہے) کا کلمہ استعمال ہوا یہاں پر نبی کو صاحب کتاب کہا گیا ہے اگر ایسی تاویل کو بھی پیش نظر رکھ لیا جائے کہ ہر رسول، نبی تو ہوتا ہے مگر ہر نبی، رسول نہیں ہوتا تب بھی یہاں النبیین کے بجائے الرسل کا آنا ضروری تھا اس لئے کہ بزعم یارانِ دروغ، نبی صاحب شریعت و کتاب نہیں ہوتا۔

احباب فکر و شعور کی اطلاع کے لئے عرض ہے قرآن کریم کی سورہ حدید کی محولہ آیہ کریمہ میں تقریباً وہی الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو آیہ کریمہ 2/212 میں وارد ہوئے ہیں اور دونوں آیات کا ایک ساتھ مطالعہ کیا جائے تو نبی و رسول کا فرق سرے سے ہی غلط ہو جاتا ہے۔

سورہ کا جلی عنوان "الانبیاء" مگر تذکرہ رسل کا

قرآن مجید کے اندر الانبیاء کے عنوان سے 113 طویل و مختصر آیات پر مشتمل ایک مکمل سورہ ہے جس میں ایسے انبیاء کا ذکر ہے جو تمام کے تمام صاحب کتاب و شریعت ہیں حیرت ہے عنوان تو الانبیاء (نبی کی جمع) ہو مگر تذکرہ صاحب کتاب رسل کا..... جہاں سے رسولوں کا فرداً فرداً تفصیلی ذکر شروع ہوتا ہے اس کا آغاز ملاحظہ ہو۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ ... (الانبیاء: ۴۱)

یقیناً آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قبل رسولوں سے استہزاء ہوا...... اسی آیہ کریمہ کے بعد رسولوں کا ذکر شروع ہو رہا ہے ...... کیا یہ اس امر پر واضح دلیل نہیں کہ معنویت و مقصدیت کے حوالے سے انبیاء و رسل میں فرق کرنا کم علمی و جہالت پر مبنی ہے۔

ایک مدعی نبوت کے اصحاب و اخلاف اگر اس قسم کے خود ساختہ فرق کے ذریعے ایک نبی کو کسی رسول کی شریعت کے ماتحت و مطیع بنانا چاہتے ہیں تو یہ محض ان کا پندار نفس ہو گا حقیقت کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں حیرت کی بات ہے کہ بائبلی تصورات کی قرآنی مصطلحات پر ملمع کاری کر کے اس عظیم منصب کی اہمیت و حیثیت کو پائمال کرنا چاہتے ہیں صرف اس لئے کہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی طور ایک شخص کو عبائے نبوت پہنا دی جائے۔

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

نبی مطاع ہوتا ہے تابع نہیں

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ (النساء : ۶۴)
ہم نے جو بھی رسول بھیجا اس لئے کہ باذن اللہ اس کی اطاعت کی جائے۔
یہ آیہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہر رسول و نبی صاحب شریعت و کتاب ہونے کے ناطے سے مطاع ہوتا ہے نہ کہ مطیع...... اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی ادعائے نبوت و رسالت کرتا ہے تو گویا وہ مطاع ہونے کا دعویدار ہے۔ انبیائے سابقہ تمام کے تمام اپنے اپنے زماں و مکاں میں مطاع رہے ہیں مطیع ہرگز نہیں۔ آیہ 4/64 نے بائبل کے "ماتحتی نبوت" کے تصور کا قطعی بطلان کر دیا اور اس کی تائید میں تمام متصوفانہ و فلسفیانہ عقائد کی تغلیط کر دی ایک رسول و نبی کسی دوسرے رسول و نبی کا ہرگز ماتحت نہیں ہوتا اب تا قیام قیامت اگر کوئی مطاع ہے تو وہ صرف محمد علیہ الصلوۃ والسلام ہی ہیں یہ آیہ کریمہ..........
فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ (النساء : ۵۹) پھر اگر تمہارے درمیان تنازعہ پیدا ہو جائے تو اس متنازعہ فیہ معاملے کو اللہ اور رسول کی طرف لے جاؤ...... آپ کے مطاع ہونے پر برہان قاطع ہے۔

انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کے مقالہ نگار کی غلطی کا جواب

رہی بات انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کے مقالہ نگار کی...... وہ بے چارہ تو عجمی تعبیروں کا شکار ہوا اگر اس نے خود قرآن کے نظریہ نبوت و رسالت کا مطالعہ کیا ہوتا تو اتنی بڑی کتاب میں اس قسم کا واہی مقالہ شائع نہ ہوتا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہمارا یہ مضمون اس کی نظر سے شاید گزرے مگر اس کا مقالہ پڑھنے والوں کے لئے عرض کرنا ضروری ہے کہ قرآن نے آٹھ سے کہیں زیادہ رسولوں کا نام بتایا ہے نوح علیہ السلام کے بعد آنے والے پیغمبروں کا من جملہ تذکرہ کرتے ہوئے قرآن فرماتا ہے
ثُمَّ بَعَثۡنَا مِنۡ بَعۡدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوۡمِهِمۡ فَجَآءُوۡهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ (یونس: ۷۴)
پھر ہم نے اس (نوح علیہ السلام) کے بعد اپنی اپنی قوم کی طرف (کئی) رسول بھیجے جو اپنے ساتھ واضح دلائل لے آئے۔
سورہ یونس کے جس مقام پر یہ آیہ آئی ہے اس کے بعد ہی (10/ 75 میں) موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا ذکر ہوتا ہے یعنی نوح علیہ السلام کے بعد اور موسیٰ و ہارون علیہما السلام سے پہلے جتنے بھی پیغمبر تشریف لائے وہ تمام کے تمام رسول ہی تھے ظاہر ہے ان کی تعداد آٹھ تو نہیں ہو سکتی خود بائبل سے اس عرصے کے درمیان ان رسولوں کے نام اور تعداد معلوم کر لی جائے تو مقالہ نگار کی بات از خود غلط ہو جاتی ہے۔ مقالہ نگار نے اس قسم کی غیر متحقق بات قرآن سے منسوب کی ہے لیکن قرآن سے اس کی تائید میں ایک بھی آیہ بطور دلیل نہیں ملتی۔

"ماتحتی نبوت" کا شاخسانہ

"ماتحتی نبوت" کی اختراع کا پس منظر بڑا طویل ہے لیکن کوشش کی جائے گی کہ بالاختصار سمیٹا جائے "مقام نبوت" کو اہل عجم نے جس سفا کی سے اپنے نظریات و افکار کے ذریعے آلودہ اور تقدس نا آشنا بنا دیا اس پر جس قدر احتجاج کیا جائے کم ہے۔ کائناتی شعور ایسی صفات کا حامل یہ منصب، آوارہ و بے ہنگم خیالات و معتقدات کی بھینٹ چڑھ گیا۔ جب تک نبوت و رسالت کی قرآنی تعبیر اور الٰہی تاویل سمجھ میں نہیں آجاتی اس وقت تک "قصرِ نبوت" میں چنی جانے والی آخری اینٹ "ختم نبوت" کا احترام و تقدس سازشیوں اور سبائیوں کے ہاتھوں پامال رہے گا۔

فلسفہ اور تصوف کی مبہم اصطلاحات کا سہارا لیکر، "نبوت و رسالت" ایسی بنیادی و اساسی اور غیر متبدل و متغیر اصطلاح کو عجمی اصناف میں بدل دیا گیا جس کے نتیجے میں، "ماتحتی نبوت" کا تصور سامنے آیا...... علماء حضرات سے دست بستہ گزارش ہے کہ سطور ذیل کو جذبات سے نہیں غور و فکر سے پڑھیں کائنات کے اعلیٰ وارفع منصب کی یگانگت و یکتائیت کو ذیلی موضوعہ اصناف کے ذریعے پورے اہتمام اور منصوبہ بند پروگرام کے تحت تباہ و برباد کیا گیا ہے۔

سوچو تو سہی ایک شخص "وحی رسالت" کی پاکیزہ و مقدس چادر کو چاروناچار کھینچ کر اپنے وجود نامسعود پر کیوں کر ڈالنا چاہتا ہے؟ اس کے بتدریج دعویٰ نبوت کا یہ نقطہ عروج کیوں آیا؟.... نام نہاد نبوت کے سفر کا آغاز "کشف والہام" سے ہوتا ہے مسلمانوں کے عوام و خواص کو اپنے "پیچ میں پھنسانے" کی یہی ایک شاطرانہ ترکیب تھی۔ جو فلاسفہ کی فکری و شعوری کاوشوں کا نتیجہ تھی۔ اس قسم کی اصطلاحات کو فلسفہ عجم نے "وحی ولایت" کا نام دیا اور تصوف کے جلی عنوان کے تحت سجا کر اسلامیان عالم کے اذہان وقلوب میں اتارا گیا ان اصطلاحات کے سیل بے ہنگم

نبوت و رسالت اور افکار عجم

نے آخر کار "قصر نبوت" کی مضبوط و مستحکم دیواروں کو جا چھوا۔ جب نبی کی اصطلاح معنویت و مقصدیت کے حوالے سے رسول سے جدا ہوئی تو اہل ولایت نے بھی اپنے تئیں "بروزی نبی" سمجھ لیا اور "اولیاء" کے ایک خاص گروہ نے ولایت کو عارضی نبوت کا درجہ دے دیا۔ ساتھ ہی محدثیت (اللہ سے براہ راست ہمکلامی) کا بھی دعویٰ کر دیا مگر ہمارے بزرگ شاید اس کے تاریخی پس منظر کو بھول بیٹھے یا عملاً اس معاملے کی تحقیق و تفتیش سے گریزاں رہے۔ ابن سبا کی ذریت نے ایک ہی صنف کو ولایت و امامت کا جدا جدا عنوان دے کر تسنن و تشیع میں متعارف کروادیا اور ان کا وصی ایک فرد کو قرار دے کر دونوں اصناف کو نبوت سے برتر و اعلیٰ بتا دیا اس لئے کہ نبوت، ظاہری شریعت کا نام ہے۔ ان کے نزدیک "ختم نبوت" کوئی شرف و اعزاز نہیں بلکہ تذلل و اسقام ہے ان کے یہاں جاری رہنے والی صنف یعنی ولایت وامامت ہی قابل احترام و اکرام ہے جس کیلئے صفت (یعنی ولایت جو باری تعالیٰ کے صفاتی نام "ولی" کی نسبت سے دوامی ہے) اور منصب (یعنی نبوت........ ظاہری شریعت جو اللہ کی کسی صفت سے نسبت نہ رکھنے کے باوصف منقطع اور ختم ہونے والی ہے) کے درمیان ناقابل فہم تقابل کھڑا کر کے اول الذکر کو برتر اور آخر الذکر فروتر بنا دیا گیا...... کچھ بات آپ کے پلے پڑی؟

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

تفضیل ولایت و امامت

تسنن (اہل سنت) کے یہاں الولایہ افضل من النبوہ اور تشیع (شیعہ حضرات) کے یہاں الامامہ افضل من النبوہ ایسے کلمات کا تعارف اور جملہ بازیاں اس بات پر غماز ہیں طرفہ تماشہ یہ کہ ماننے والوں نے اپنی اپنی جگہ بلا سمجھے ان جملوں کی ایسی تاویلات و تعبیرات پیش کیں کہ العذر اقبح من الذنب...... عذر گناہ بد تر از گناہ........ والی صورت حال سامنے آگئی۔

نبوت وولایت کا خود ساختہ تاریخی پس منظر

ذرا تاریخی پس منظر ملاحظہ ہو اگرچہ یہ داستان طویل ہے مگر دو حوالوں پر اکتفا کر کے ارباب فکر و دانش کی توجہ مبذول کراؤں گا۔

"جس طرح حضرت ابراہیم کا ظہور شام میں ہوا آپ اپنے زمانے کے مستقر امام بھی تھے یعنی ظاہری شریعت کے علاوہ علم باطن کے بھی مالک تھے آپ کی ذریت میں مستقر اماموں کا سلسلہ عبدالمطلب تک پہنچا ان کے دو فرزند ہوئے ایک حضرت عبداللہ جنہیں عبدالمطلب نے ظاہری دعوت کا صدر بنایا اور دوسرے ابو طالب جنہیں باطنی دعوت کا رئیس مقرر کیا حضرت عبداللہ کے قائم مقام حضرت رسول خدا صلعم اور حضرت ابو طالب کے جانشین حضرت علی ہوئے یعنی ہر بیٹے کو اپنے باپ کی وراثت ملی اس وجہ سے حضرت رسول خدا صلعم شریعت ظاہری کے مالک اور حضرت علیؓ دعوت باطنی کے صدر قرار پائے حضرت علیؓ کی نسل سے قیامت تک ائمہ ہوں گے آخری امام قائم القیامہ ہو گا جو دور کشف کا پہلا امام ہو گا اس کے بعد پھر دور فترت ہو گا اور اس کے بعد دور ستر واقع ہو گا جب تک کہ جسمانی عالم کے تمام گناہ گار نفوس نجات نہ پائیں"

تاریخ فاطمیین مصر جلد دوم صفحہ 207 مولفہ ڈاکٹر زاہد علی۔

مذکورہ عبارت کے ایک ایک لفظ پر تفکر و تعمق کے بعد بتائیں امامت کے مقابلے میں نبوت (جسے ظاہری شریعت کا نام دیا گیا ہے) کی کچھ بھی وقعت و حیثیت ہے؟ کیا ان سطور میں مضمر یہ پیغام نہیں کہ نبوت اپنے مقاصد میں ناکام رہی ایک آخرالزماں، گناہ گاروں کا نجات دھندہ ہوگا۔۔۔۔ معاً یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مورث سے صرف ظاہری شریعت ملی نہ کہ ولایت۔۔۔۔ اور یہ فطری تقسیم ہے۔۔۔۔۔۔ یہ اہم نکتہ ذھن میں رہے۔۔۔۔ آگے چل کر معلوم ہو گا کہ باطنی متصوفین، جن کے معتقدات و نظریات کی بنیاد مؤولین و بواطن کی مخترعات پر استوار ہوئی ہے، نے محض رسماً محمد (علیہ السلام) کو نبی کے ساتھ ولی بھی بنادیا تاکہ مقام ولایت کی نبوت پر فوقیت کا بہانہ بن سکے اور یوں تا قیامت بروزی نبیوں کا لامتناہی سلسلہ جاری رہے۔۔۔۔ تاویل و باطنیت کی کھوہ میں چھپے ان حضرات کے یہ معتقدات بھی ملاحظہ ہوں

امام، مُبدِّل و مُتمِّم شریعت

"بے شک ساتویں امام (یعنی محمد بن اسمٰعیل) میں اہل معرفت و عقل کیلیے مبدل شریعت ہیں داعی ابراھیم بن الحسین الحامدی (متوفی 557) نے ظہور کے آخری زمانے یعنی امام آمر کے عہد میں موجود تھے اپنی مھتم بالشان کتاب کنزالولد میں کہتے ہیں کہ محمد بن اسمٰعیل شریعت محمدی کو تمام کرنے والے ہیں اور وہ ساتویں رسول ہیں۔

حقیقت ہے جب نبوت ایسی پاکیزہ و مصفیٰ اور اعلیٰ وارفع اصطلاح قرآنی روح و مزاج کے برعکس عجمی اندیشوں کی نذر ہوئی تو اسلامیان عالم کا ملی اثاثہ اپنے مرکز سمیت کہیں اتھاہ گہرائیوں میں گم ہو کر رہ گیا۔

ایک نظر ادھر بھی علامہ محمود آلوسی کی مشہور تصنیف روح المعانی میں لکھا ہے

"ان النبوه عامه خاصه والتی لا ذوق لهم فیها هی الخاصه اعنی نبوه التشریع وهی مقام خاص فی الولایه واما النبوه فهی مستمره ساریه فی اکابرالرجال غیرمنقطعه دینا و اخریٰ

(بحوالہ بیان القرآن مولفہ محمد علی جلد اوّل ص ۳۶۲)

نبوت اور موضوعہ ذیلی اصناف

یعنی نبوت کی دواصناف ہیں ایک عام اور دوسری خاص وہ جس میں امت کے افراد کے لئے کوئی ذوق نہیں وہ نُبوت خاصہ ہے.....یعنی تشریعی نبوت....اور وہ ولایت میں مقام خاص ہے جہاں تک (ایسی) نبوت کا تعلق ہے اکابرین امت میں بلاانقطاع تاقیامت جاری رہے گا دینا و آخرت سب اس قسم کی نبوت غیر منقطع ہے۔

مذکورہ عبارت میں وہ تمام اصناف بین السطور موجود ہیں جو نقیض نبوت و رسالت کے طور پر سامنے آئیں یعنی عامہ و خاصہ....... نبوت عارضہ و نامہ نبوت...... تشریعی وغیرہ شرعی نبوت...... وغیرہ ان کے نتیجے میں وحی ولایت ختم ٹھونک وحی رسالت کے مقابلے میں آئی ہمارے یہاں ایسے مکتوبات و ملفوظات بھی مطبوعہ شکل میں دستیاب ہیں جن میں ذکر ہے کہ مزید جب کسی کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونے جاتا ہے تو اس سے کلمہ طیبہ معلومہ و معروفہ (یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) پڑھوانے سے بجائے مرشد اپنے نام کا کلمہ پڑھواتا ہے مثلاً ''حضرت شیخ یوسف چشتی کے پاس ایک شخص حلقۂ ارادت میں شامل ہونے کی غرض سے آیا تو شیخ نے اسے کلمہ پڑھنے کو کہا اس

الکلمتہ الطیبہ یا کلمتہ الیشخ

نےلاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ دیا شیخ نے اسے کہا اس طرح پڑھو لا الہ الااللہ چشتی رسول اللہ'' (تلخیص از فیض الکریم سلسلہ تصوف نمبر 146 مولفہ حاجی عبدالکریم حنفی نقشبندی)

سرخیل صوفیا شیخ اکبر محی الدین محمد بن علی العاتمی الاندلسی الدمشقی معروف بہ ابن عربی نے

ایسا کیوں؟

فصوص الحکم کے جزودوم فص شیثیہ میں بھی یہ جملہ لکھا ہے **الولایہ افضل من النبوہ** یعنی ولایت نبوت سے افضل ہے ابن عربی نے یہ الفاظ بطور اصول لکھے ہیں آپ نے اس پر جو وضاحت مہیا فرمائی ہے ارباب ذوق متعلقہ فص کا مطالعہ فرمائیں تاہم راقم الحرف نے اسکا تاریخی پس منظر عرض کر دیا ہے ہمارے علما نے شرحیں لکھ کر اس کے اعتباری ہونے پر دلائل کے انبار لگا دیے مثلاً فصوص الحکم کا اردو ترجمہ (یاشرح) جو میرے پاس موجود ہے اس میں مولانا محمد عبد القدیر صاحب صدیقی نے شیخ کے اس طرح کے کلمات و جمل پر ایسی تعبیریں اورتاویلیں مہیا کی ہیں کہ قاری ورطہ حیرت میں پڑجاتا ہے جس فص میں مذکورہ عبارت ابن عربی کے قلم سے رقم ہوئی ہے مترجم (صدیقی صاحب) نے اس کے ابتدائیہ میں یہ جملے بطور تمہید لکھے ہیں:

فصوص الحکم اور شارح

''فقیر مترجم قارئین سے عرض کرتا ہے کہ اس مقام میں شیخ عربی نے جومسائل بیان کئے ہیں کچھ ایسے انداز سے ہیں کہ لوگ یا توغلط طور پر مان کر ورطۂ جہالت میں پڑ جاتے ہیں یا ان امور کامصداق خود کو ظاہر کر کے لوگوں کو خصیص ضلالت میں گرا دیتے ہیں یا شیخ پر زبان طعن و تشنیع کھول کر خود اپنا نقصان کر لیتے ہیں بہرحال یہ بڑا پریشان کن مقام ہے فصوص کے اس مقام کا ترجمہ کرنے سے پہلے چند تحقیقات لکھ دیتا ہوں اور بعض الفاظ واصطلاحات کی تشریح بھی ضروری ہے (فصوص الحکم) (اردو) صفحہ 23 مترجم عبدالقدیر صدیقی مطبع نذیر سنز پبلشرز لاہور

قرآنی آیات کی تاویل ممکن ہے مگر شیخ اکبر کے قول کی تاویل ممکن نہیں

مگر ٹھہرئیے مترجم نے کتاب کا مقدمہ لکھتے ہوئے جو کچھ فرمایا وہ پہلے ملاحظہ ہو:

''شارحین اس کتاب سے ایسے مرعوب ہیں کہ

آیات کی تاویل کرتے ہیں مگر شیخ کے قول کی تاویل نہیں کرتے۔

مقدمہ صفحہ 10

پھر طریق ترجمہ و شرح کے عنوان کے تحت یوں رقمطراز ہیں

ایک اور حوالہ

لوگوں کو شیخ کی طرزِ تحریر سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے بڑی بڑی غلط فہمیاں ہو رہی ہیں۔ بعض ان کو قطبِ معرفت سمجھتے ہیں اور قرآن شریف کی آیتوں کی تاویل کرتے ہیں مگر شیخ کے اقوال کی تاویل نہیں کرتے۔

"یہ الفاظ خود ملتجی ہیں اس پر کسی تبصرے کی ضرورت نہیں مگر حیرت ہے اس قدر اعتماد و وثوق کے باوجود شیخ کے فرمودات ورشحات پر آپ نے پوری کتاب میں تقریباً ہر مقام کو تاویل و تعبیر کی خراد پر ایسے چڑھایا کہ مدعی سست گواہ چست کی کیفیت نکھر کر سامنے آ گئی مثال کے طور پر شیخ کا مؤقف ہے کہ "ذبیح اللہ"

مگر پھر بھی تاویل و تعبیر

حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں اس پر صدیقی صاحب کا تبصرہ (تاویل) تعبیر ملاحظہ ہو:

ذبیح اللہ حضرت اسحٰق علیہ السلام

"شیخ نے بربنائے شہرت ملک اندلس لکھ دیا کہ اسحٰق علیہ السلام ذبیح اللہ ہیں کیونکہ اس فص میں شیخ کا مقصود خواب کا تعبیر طلب ہونا ہے نہ کہ اس امر کی تحقیق کہ اسماعیل علیہ السلام و اسحٰق علیہ السلام میں سے کون ذبیح اللہ ہیں" (ایضاً صفحہ ۱۰۲ سطر ۱۰ تا ۱۲)

آپ فرما چکے ہیں کہ "شیخ کے قول کی تعبیر یا تاویل نہیں کی جاتی" بقول شیخ اکبر "ذبیح اللہ حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں" اس جملے میں کتنا ابہام ہے کہ صدیقی صاحب کو تاویل و تعبیر کرنا پڑی۔ صدیقی صاحب خواہ مخواہ پریشان ہیں۔ اور تمام فرمودات شیخ سے منسوب کر کے تاویلات و تعبیرات کا فریضہ سرانجام دے رہیں شیخ اکبر کے مطابق "فصوص الحکم" تو رسول اللہ نے ایک مبشرہ میں آپ کو عطا فرمائی ملاحظہ کیجئے:

فصوص الحکم تالیف رسول عربی!!

"انی رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی مبشرہ وبیدہ کتاب فقال لی ھذا کتاب فصوص الحکم خذہ و اخرج بھا فی الناس" (مقدمہ فصوص الحکم صفحہ ۲ مطبوعہ کراچی)

میں نے ایک مبشرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی اور مجھ سے کہا کہ یہ کتاب "فصوص الحکم" ہے اسے تھام لیجئے اور عوام میں شائع کر دیجئے۔

یہ فیصلہ تو اب شارحین و مترجمین کریں کہ فصوص الحکم محمد عربی (علیہ الصلواۃ والسلام) کی تصنیف ہے یا محی الدین ابن عربی (علیہ الرحمہ) کی ہے ———— آمدم برسرِ مطلب ———— حضرت شیخ لکھتے ہیں:

نبی وولی دونوں صاحب وحی

"جس معدن، جس مقام سے نبی لیتے تھے اسی مقام سے انسان صاحب الزماں غوث قطب لیتے ہیں خلیفۃ الرسول کی حیثیت سے تابع احکام نبی ہیں جس طرح بعض انبیاء، انبیاء الوالعزم کے تابع ہوتے ہیں .... اسی طرح اولیاء بھی تابع نبی ہیں حالانکہ صاحب وحی دونوں ہیں" (فص حکمہ وجودیہ فی کلمہ داویہ صفحہ ۳۰۸-۳۰۹)

یہ ذہن میں رہے مذکورہ عبارت میں خلیفہ الرسول ولی کامل کو کہا گیا ہے ظاہری شریعت پر عمل پیرا ہونے کے

ناطے سے، در حقیقت وہ خلیفہ اللہ ہے۔ (ایضاً صفحہ ۳۰۶)

صدیقی صاحب نے اعتباری انداز میں حضرت شیخ کی عبارات کا ترجمہ کیا ہے ارباب ذوق کے لئے فصوص الحکم کے متن سے عربی الفاظ نقل کرتا ہوں:

"وفينا من يا خذه عن الله فيكون خليفه عن الله بعين ذلک الحکم فتکون الماده له من حيث کانت الماده لرسوله صلى الله عليه وسلم"

فصوص الحکم صفحہ ۳۲۷ مطبوعہ ایران

مزید یہ کہ: " پیغمبر اگر معصوم ہوتا ہے تو اولیاء محفوظ ہوتے ہیں " فص حکمت نفیثیہ کلمہ شیثیہ صفحہ ۳۸

ولایت برتر از نبوت

ہندوستان کے ایک مشہور صوفی بزرگ بابا ذھین شاہ تاجی نے بھی فصوص الحکم کا ترجمہ کیا ہے جسے ادارہ تعلیم و ثقافت اسلامی جامعہ تاجیہ نے شائع کیا ہے فص عزیریہ میں سے ایک عبارت کا ترجمہ پیش ہے جس میں ولایت کی حیثیت و اہمیت پر واضح انداز میں روشنی پڑتی ہے جو بہر صورت "مقام رسالت" پر فائق و برتر ہے:

"جب تم ولی کو ایسا کلام کرتے دیکھو جو حد شریعت سے باہر ہے تو عارف و ولی ہونے کی جہت سے ہے اسی واسطے ان کا مرتبہ ولی ہونے کی جہت سے رسالت یا صاحب شریعت یا نبی ہونے کی جہت سے بڑھا ہوا ہے" (صفحہ۔۴۲۴)

غور فرمائیے.......... ولی کی اپنی ایک حیثیت "نبی" کی ہوتی ہے جس پر مقام ولایت کو فوقیت ہے۔

فصوص الحکم سے جتنے بھی حوالے مذکورہ ہوئے ہیں وہ سب بلا تبصرہ ہیں حضرت شیخ اکبر نے جو کچھ ولایت اور نبوت سے متعلق فرمایا قارئین کی نذر کرتا ہوں۔ انہیں دلیل بنا کر اگر کوئی........ بروزی .... ظلی ...... یا .... غیر تشریعی نبوت کا دعوی کرتا ہے تو کیا اسے جواز کی سند عطا کی جا سکتی ہے؟

دعوت غور و فکر:

قارئین محترم! عجمیوں نے اسقدر "نبوت و رسالت" کے منصب پر دھول اڑائی کہ اس کا حقیقی چہرہ ہی گم ہو گیا ہے۔ علم و حکمت کے شناوروں سے نہایت ادب کے ساتھ گزارش ہے کہ تحقیق و تفتیش کی بارش سے اس دھول اور گرد کو بٹھادیں اور ملت اسلامیہ کی وحدت و یگانگت کے واحد و وحید امین نظریے یعنی "ختم نبوت" کا بےلاگ دفاع کریں اور وہ اسی طرح ممکن ہے کہ "نبوت و رسالت" کے منصب کی الہی تعبیر پیش کر کے امت محمدیہ علیہ التحیتہ والسلام پر احسان عظیم فرمائیں جس طرح توحید باری تعالیٰ کی کوئی موضوعہ و مصنوعہ نقیض اصطلاح نہیں اسی طرح "نبوت و رسالت" کی بھی کوئی خودساختہ و تراشیدہ نقیض صنف نہیں ہو سکتی .... در حقیقت ایران کی فتح کے بعد مجوسیوں اور سبائیوں نے شاہکار رسالت، مراد نبی امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اس یلغار کا جواب فراہم کرنے کی مساعی کی ہیں جو آپ نے "حسبنا کتاب اللہ" کے انسانیت ساز اور سیاست و معیشت سنوار نعرے کی شکل میں بلند فرمائی تھی۔

قرآن اور نبوت دونوں کو عجمی افکار نے اس قدر آلودہ کرنے کی کوششیں کی ہیں کہ اب اگر کوئی حقیقت لکھنا بھی چاہے تو قلم و زبان پر پہرے بٹھا دئے جاتے ہیں جب تک ان فلسفیوں کے ذریعے سے پھیلائے جانے والے

یونانی افکار و آثار سے قرآنی مصطلحات کو آزاد و پاکیزہ نہیں کردیا جاتا اس وقت تک "مقام نبوت ورسالت" لباس حقیقت میں نمودار و جلوہ گر نہیں ہوسکتی یہی وجہ ہے روافض نے نبوت کا مقصود ابلاغ ولایت علیؓ بتایا ہے اور بزعم خود قرآنی آیات کو بایں انداز دلیل بنایا مصباح اللم کا مؤلف نواب سید امداد امام بحوالہ درمنثور اور بفتاح النجا لکھتا ہے

رسالت کا مقصد ابلاغ ولایت علیؓ ہے !!

"حضرت عثمان کے وقت میں ایسے قرآنی انقلابات پیدا ہوئے جو حضرت علی مرتضیٰ کی منصوصی سرداری کو امت محمدی سے نزاعی بنانے والے ہوگئے واضح ہو کہ عہد آنحضرت میں آیہ بلغ پارہ ۶ رکوع ۱۴ کی قرأت یوں تھی یا ایھالرسول بلغ ماانزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین الخ یہ ٹکڑا ان علیا مولی المومنین کا قرآن موجود سے خارج کردیا گیا اس ترک کا پورا پتہ تفاسیر قرآن سے لگتا ہے (دیکھو درمنثور تفسیر جلال الدین سیوطی و کتاب مفتاح النجاء مرزا محمد بن معتمد خاں بدخشانی)" (صفحہ ۱۵)

مذکورہ عبارت میں عربی الفاظ کا ترجمہ یوں ہے کہ

"اے رسول جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تجھ پر نازل ہوا یعنی "علی مومنوں کا مولیٰ ہے" .... لوگوں تک پہنچا دے۔"

یعنی "نبوت ورسالت" کا مقصد ہی ولایت علی کا پرچار تھا۔

آئندہ نشست تک اجازت چاہتا ہوں ان شاء اللہ امی کے لفظ پر شرح و بسط سے گفتگو ہوگی اور کچھ مزید معروضات سابقہ موضوع کے حوالے سے عرض کروں گا۔

اصلاح و اعتذار:

سابقہ مضمون بعنوان "مقامِ نبوت کی الٰہی تعبیر" میں چند مقامات پر کمپوزنگ کے دوران کچھ غلطیاں رہ گئی تھیں متعلقہ مقامات کی اصلاح فرمالیں:

صفحہ ۱۳ کی سطر ۱۵، جنگ باغوش کی بجائے جنت باغوش، صفحہ ۱۴ کی سطر ۳، رسالۃ کی بجائے رسالتہ، صفحہ ۱۴ سطر ۱۴، لا نیال کی بجائے لا ینال، صفحہ ۱۵ سطر ۱، اقوام کی بجائے اقوم، صفحہ ۱۶ سطر ۱۰، لولیس کی بجائے بولیس، صفحہ ۱۶ سطر ۲۱ Akkadiax کی بجائے Akkadian، صفحہ ۱۷ سطر ۸، بنیین کی بجائے بنیمین، صفحہ ۱۸ سطر ۱۷، وجود، مسعود کی بجائے وجود نامسعود، صفحہ ۲۱ سطر ۵، pnstinet کی بجائے Instinct، صفحہ ۲۲، سطر ۱ ھمشر کی بجائے ھمز، النحویوں کی بجائے النحویوں، سطر ۲ لرفقة کی بجائے لرفعة سطر ۳، بلغ کی بجائے ابلغ پڑھا جائے۔ معاً ادارہ معذرت خواہ ہے